حضرت مولانا حافظ محمد انوار الحق *
ضبط و ترتیب حافظ محمد سلمان الحق انوار

توبہ ایمان اور عمل صالح

گزشتہ جمعہ کو آیات میں ذکر کردہ تین امور میں دوسرا اور تیسرا مرتبہ ایمان و عمل صالح کا ہے۔ مسلمان کی اخروی و دینوی فلاح و کامیابی ان دونوں سے مشروط ہے مگر افسوس کہ اب ہم نام کے مومن اور پارسا ہیں اگر کسی میں کچھ سہ ایمان موجود ہے تو عمل صالح کا فقدان ہے اگر چند میں عمل صالح کا شائبہ ہے تو کماحقہ ایمان معدوم ہے حالانکہ یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں ہر ایک کے غیر موجودگی میں دوسرا بھی معدوم ہے۔

ایمان اور عمل صالح کا تلازم

قرآن مجید میں بار بار ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذکر اس بات کا ثبوت ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کا موجود ہونا ضروری ہے' ایمان صرف زبان سے اللہ کو ایک ماننے کا نام نہیں اسلام ایک ایسا دین فطرت اور روز قیامت تک مشعل راہ مذہب ہے کہ اس میں افراط ہے اور نہ تفریط' کہ انسانی نجات صرف ایمان پر ہی موقوف رکھی جائے جو کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے اور نہ صرف ایمان سے خالی نیکوکاری کا نام ہے جیسا کہ بعض ادیان باطلہ کا عقیدہ ہے بلکہ ایمان کا مفہوم و معنی یہ ہے کہ دل مکمل طور پر اللہ کا فرمانبردار بن جائے۔

کارساز ما

اور یقین محکم ہو کہ اللہ تعالیٰ سارے کمالات و اختیارات کا مرکز و منبع ہے نہ کہ طاقت و کمالات کا سرچشمہ عوام اور مادی امور کو قرار دیں' جو چیز مانگنی ہے اسی سے مانگنی ہے عبادت صرف اسی کی کرنی ہے۔ وحدہ لاشریک مانیں۔ نفع و نقصان کے مالک اسی کو جانیں۔ جلوت و خلوت میں غیر اللہ سے اپنی توجہ ہٹا کر صرف اسی کی برتری و حاکمیت کو تسلیم کیا جائے۔ رگ و ریشہ میں اس کی محبت رچ بس جائے۔ ہم اسلام و ایمان کو صرف اپنی شناخت کے لئے بطور ایک علامت یا ذکر استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام و ایمان کو صرف ایک نام کی حیثیت حاصل نہیں بلکہ یہ نام ہے مخصوص اعتقادات' عبادات' اخلاق و اعمال کا انہی عقائد و عبادات کی حدود و دائرہ میں رہ کر ایک شخص مسلم و مومن کامل بن سکتا ہے۔ ورنہ اگر

صرف جاننا ایمان کی نشانی ہوتی تو فرعون وکفار مکہ بھی جانتے تھے کہ آسمان وزمین کا خالق ومالک رب العالمین ہے مگر ان کا عمل اس تصور کے خلاف ہوتا جس کی بناء پر وہ کافر ومشرک ٹھہرے اور اسی عقیدہ وعمل کے تضاد کی وجہ سے منعم حقیقی نے ان کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ولئن سألتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ قل فانی تصرفون۔

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا تو جواب میں عرض کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے (جب یہ مانتے ہو کہ کائنات کے پیدا کرنے والا رب العالمین ہے) تو پھر اس کی اطاعت سے منہ کیوں موڑتے ہو۔

ایمان کی مثال:

والد محترم حضرت شیخ الحدیث برد اللہ مضجعہ اپنے مواعظ میں ایمان کی تشبیہ درخت کی جڑ سے دیتے تھے جوکہ زمین کے اندر رہ کر اس کے پھل وپھول پتے اور شاخیں زمین سے باہر ہوتے ہیں جب تک اس درخت کو پانی وکھاد وغیرہ دیا جائے تروتازہ رہے گا اس کے ظاہر وباطن کی آبیاری اور اس کی حفاظت سے اس کے برگ وبار میں بھی ترقی ہوگی اور اگر باہر سے پانی وکھاد وغیرہ مہیا ہوں' زمین کے اندر سے جڑیں کاٹ دی جائیں۔ پھول' پتے اور پھل سب مرجھا کر زمین بوس ہوجائیں گے یہی حال ایمان کا ہے۔ اگر ایمان کی جڑ کمزور اور محکم نہ ہو ظاہری اعمال پر کسی قسم کے اجر وثواب کے مرتب ہونے کا سوال ہی نہیں۔ دوسری صورت میں اگر درخت پر خاص حالات کے اثر انداز ہونے کی وجہ سے کسی وقت پھل پھول پتے نہ ہوں مگر جڑیں محکم ہوں تو جب بھی اس کی آبیاری ہوجائے درخت پر بہار آجائے گی۔ گویا زندگی موجود ہے تو ظاہری حالت میں انقلاب آنے کی امید قوی ہے۔ تو جب ایمان کا مطلوبہ عقیدہ راسخ ہے تو جڑ مستحکم ہے۔ اب اگر ظاہری اعمال ایمان کے متقاضی اعمال کے مخالف ہیں تو غالب امکان یہی ہے اگر ذرا سی رجوع الی اللہ بھی کی جائے تو ظاہری تسلیم وانقیاد کی شکل میں اس شخص میں ایمانی انقلاب آکر اس کا ظاہر وباطن ایمان کے پھول وپھل وپتوں سے لہلہائے گا۔

خلاصہ:

ابھی تک وعظ کا خلاصہ یہ ہوا کہ ایمان بغیر عمل صالح کے نامکمل اور عمل صالحہ بغیر ایمان کے ھباء منثورا بے فائدہ شئی ہے اب جس طرح دنیاوی امور صرف ذہنی تخیل سے مکمل نہیں ہوتے جب تک اس امر کے پورے فارمولے پر عمل نہ کیا جاوے مثلاً ایک بھوکے کی بھوک صرف اسی خیال اور تخیل سے ختم نہیں ہوسکتی کہ روٹی بھوک کو ختم کرتی ہے جب تک کہ اس روٹی کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اس کے حاصل کرنے کے تمام طریقے استعمال میں لاکر جدوجہد نہ کی جائے اور پکانے اور کھانے کے جملہ مخصوص طریقوں پر عمل نہ کیا جاوے۔ ان سارے مراحل کے طے کرنے اور مشقت اٹھانے کے بعد بھوک کا علاج ہوگا۔ اسی طرح عبادات ومشروعات مثلاً روزہ۔ نماز وحج کے تصور

سے آدمی روزہ دار نمازی وحاجی نہیں بن سکتا۔ جب تک اس اعمال کے ادائیگی کی طرف عملی قدم اٹھا کر ان کے ارکان وشرائط پر عمل نہیں کرے گا۔ اسی طرح اخروی اعمال بھی صرف ذہنی تخیل سے پورے نہیں ہوتے۔

ارشادات ربانی:

جب تک ایمان وعمل صالح دونوں کو ساتھ ساتھ وجود میں نہ لایا جائے فلاح وکامیابی ناممکن ہے۔ ایمان اور عمل صالح کی اہمیت اور اس پر مرتب ہونے والے اجور پر کئی ارشادات ربانی دلالت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

ومن يعمل من الصالحات من ذكر او انثى وهو مومن فاولئك يدخلون الجنة ولا يظلمون نقيرا (النساء) ان الذين امنوا وعملوا الصالحات واقاموا الصلوة واتوا الزكوة لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون (بقره)

ان الذين امنوا وعملوا الصالحات كانت لهم جنات الفردوس نزلا خالدين فيها لايبغون عنها حولا (كهف)

فمن يعمل من الصالحات وهو مومن فلا كفران لسعيه وانا له كاتبون (انبياء)

اور جو مرد یا عورتیں کچھ نیک کام کریں بشرطیکہ وہ مومن ہوں تو وہ جنت میں داخل ہونگی اور تل برابر ان پر ظلم نہ ہوگا۔

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور نماز کو قائم کیا اور زکوۃ ادا کی نہ انہیں خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہونگے

تحقیق جو لوگ ایمان لاچکے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں ان کی مہمانی جنت الفردوس کی شکل میں ہوگی جس میں وہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے۔

جو ایمان کی حالت میں نیک عمل کرے گا تو اس کی کوشش ومحنت کی ناقدری نہ ہوگی اور اسکے اعمال کو ہم لکھنے والے ہیں۔

ایمان وعمل صالح کے ثمرات صرف آخرت تک محدود نہیں بلکہ دنیا اور عالم برزخ یعنی قبر ہی سے اس کے بہترین اثرات نمایاں ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔

عالم برزخ:

احادیث میں ہے کہ جب مردہ حوالہ قبر ہونے کے بعد نکیر ومنکر کے سوالات میں کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا ہے اس کی قبر حد نگاہ تک کشادہ کردی جاتی ہے دور سے آتا ہوا ایک شخص نظر آتا ہے اسکے چہرے سے خیر وبرکت اور چمک دمک ٹپکتی ہے اس کے روحانی ونورانی چہرہ کو دیکھ کر اسے فرحت حاصل ہوجاتی ہے وہ اسکی طرف آہستہ آہستہ قریب آتا ہے یہ میت اس سے پوچھتی ہے اے شخص تو کون ہے کہ اس بیت الغربہ اور بیت الوحدۃ میں تو نے میرے پاس آکر میرے دل سے قبر کی وحشت وتنہائی کو دور کردیا وہ جواب میں کہہ دے گا تو مجھے اتنی جلدی فراموش کرگیا۔ انا عملك الصالح میں تیرا نیک عمل ہوں تری وحشت اور تنہائی کو دور کرنے آیا ہوں گھبرانا مت میں تیرے ساتھ

ہوں اب آپ غور کریں کہ صرف نیک اعمال ہی ہیں جو اس تنگ وتاریک کوٹھری میں نعمت غیر مترقبہ بن کر کام آئیں گے

حالتِ نزع:

حالت نزع میں بھی نیک عمل کارآمد، قبر میں بھی، میدان محشر میں بھی پل صراط پر انسان کے ساتھ صرف یہی، اور جنت کے انعامات ومزے بھی اس کے برکت سے حاصل ہوں گے۔ اس کے علاوہ دنیا کی سب سے محبوب چیزوں میں دو چیزیں محبوب ترین ہیں جو اپنی جان سے بھی عزیز سمجھے جاتے ہیں۔ پہلی مال و دولت ہے یہ وہ متاع فانی ہے جس کے لئے انسان دین بھی بیچ دیتا ہے۔ حلال وحرام، اپنے وپرائے کی تمیز سے بھی عاری ہو جاتا ہے مال ہی کے لئے بھائی بھائی کا گلہ کاٹ کر رحم وقرابت داری کے مقدس رشتہ کو بھی پاش پاش کر دیتا ہے۔ اس کے حاصل کرنے کیلئے نہ انسان کو اپنی صحت کا خیال اور نہ آرام کا جتنی رغبت اس کی طرف ہوتی ہے کسی اور چیز کی طرف کبھی نہیں ہوتی یہی عزیز ترین مال و دولت اس وقت تک ساتھ دیتی ہے جب تک انسان کا سانس جاری ہے اور روح قفس عنصری سے پرواز نہیں کرتی جب سانس رک جائے مال بھی رشتہ اور ساتھ چھوڑ دیتا ہے اس کی بے وفائی ہی کا اثر ہے کہ جب ایک شخص کے دل کی حرکت رک جائے اور روح نکل پڑے تو اس میت کے مِلک سے اس کا تصرف و مالکانہ حق بالکل ختم ہوا اب یہ وارثوں کا مال ہے آپس میں بانٹنے کے بعد جیسے چاہیں تصرف کر سکتے ہیں لاش ابھی چارپائی پر پڑی ہے دفن کا مرحلہ ابھی باقی ہے مگر جس کے لئے عمر عزیز وقف کی تھی اللہ ورسولؐ کے احکامات کی بجا آوری کی بھی پرواہ نہ کی نے منہ توڑ لیا۔ مال ودولت کی بے اعتنائی واعمال کی وفاداری کو۔

نیک عملوں کی برکات:

سید الکونین نے اس انداز سے بیان فرمایا کہ جب انسان کا جنازہ اٹھتا ہے فرشتے پوچھتے ہیں ماقدم فلاں کہ فلاں نے اپنے موت سے آگے کون سا ایسا بہترین عمل بھیجا ہے جو اس کے لئے اگلی دنیا میں کارآمد ہو اور وارث اور قرابت دار ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ ماا خر فلاں فلاں نے اپنے پیچھے کس قسم کا مال چھوڑا ہے جس پر ہم قبضہ کرلیں آپ اور ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ کئی مرنے والوں کو تختہ غسل پر پہونچانے سے پہلے ہی اس کے وارث اس کے مال کے حصول اور بندر بانٹ کے لئے مشت وگریبان ہو جاتے ہیں۔

دوسری محبوب ترین چیز انسان کی بیوی بچے ہوتے ہیں جن کو اپنے آخری وقت کا با اعتماد سہارا سمجھا جاتا ہے۔ اپنے زندگی میں ان دونوں کی خوشنودی اور محبت میں اکثر لوگ شرعی قیودات واحکامات سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں اور ان کی آسودگی وآرام وراحت کے لئے اپنی عزیز جان کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ان کی محبت میں اس حد تک افراط کا مظاہرہ ہے کہ ان کی ہر ناجائز شریعت سے متصادم خواہش کی تکمیل کو بھی اپنا فرض اولین سمجھ کر شفقت پدری کا نام دیا جاتا ہے ان کے بے جا پیار ولاڈ میں اس قدر بے فکر رہے۔ کہ نہ ان کی شریعت کی طرف راغب کرنے کا خیال

اور نہ اخلاق حسنہ و تربیت کی طرف توجہ۔

مرتے وقت یہ دونوں بھی جواب دے دیتے ہیں زیادہ سے زیادہ اتنا کرلیں گے کہ روح نکلنے تک چارپائی کے قریب رہیں گے یا اگر کچھ زیادہ وفاشعار اولاد ہو تو قبر تک جاکر زیر زمین دفنا دیں گا۔کئی من مٹی تلے دبنے کے بعد نہ پھر بیوی ساتھ دیتی ہے اور نہ اولاد۔

مغربی تعلیم و تہذیب کے مضر اثرات:

اور اب تو مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ جو کہ یورپی تہذیب کا دلدادہ ہے ان سے متاثر ہو کر والدین کی میت کے ساتھ قبر تک جانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے اگر کسی کو جنازہ کے ساتھ جانے کی توفیق میسر بھی آجائے تو مسلمان کا دوسرے مسلمان کے لئے جو آخری حق حضورؐ نے احادیث میں نماز جنازہ کی صورت میں ارشاد فرمایا اس کے نہ جاننے کا بہانا بنا کر جنازہ کی صفوں سے دور کھڑے رہ کر تماشا کرنے لگ جاتے ہیں۔تدفین کے وقت تو اور بھی دور ہٹ جاتے ہیں کہ قبر میں ڈالی جانے والی مٹی بدن اور اجلے کپڑوں کو میلا نہ کردے یہ تو بہت دور کی بات ہے کہ ایسے اولاد سے کسی ایسے نیک عمل کی توقع ہو کہ ان کا کوئی بہترین عمل صدقہ جاریہ بن کر والدین کے لئے بعد از مرگ ایصال ثواب کا ذریعہ بن جائے۔

ہاں چند خوش قسمت ایسے ماں باپ بھی ہوتے ہیں کہ اپنے اولاد کے ساتھ شرعی حدود کے اندر جائز شفقت و محبت کے ساتھ ساتھ ان کی زیادہ تر توجہ دین، اخلاق حسنہ کی تربیت، شریعت مطہرہ کی تعلیم کی طرف رہی ہو اگرچہ والدین کے فراق کے بعد ایسی راست باز و نیکوکار اولاد بھی ساتھ چھوڑ رہی ہے مگر ان کا نیک عمل والدین کے ساتھ جارہا ہے اور آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق ایسی اولاد کے اعمال طیبہ بھی ان اعمال کی ترغیب و تعلیم دینے والوں کے لئے صدقہ جاریہ کے طور پر جاری و ساری رہیں گے۔

قبر میں نیک اعمال نہ صرف نیک صورت کی شکل میں وارد ہوں گے بلکہ ارشاد نبی صلعم ہے کہ مردہ جب قبر میں دفنا دیا جائے تو چاروں اطراف سے عذاب اس کی طرف دوڑتا ہے دائیں طرف سے نماز اس کا باڈی گارڈ بن کر عذاب کے لئے ڈھال بن جاتی ہے سر کی طرف قرآن کی تلاوت اس کی محافظ بن جاتی ہے بائیں طرف سے روزہ عذاب کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے ٹانگوں کی طرف آنے والے عذاب کے لئے زکوۃ و خیرات عذاب کا راستہ روک دیتا ہے۔یہ تمام محافظ اس شخص کے لئے دستیاب ہوں گے جس نے عمر میں اعمال صالحہ کی پابندی کی ہو۔

صبح و شام اور انجام:

اب اگر ہمارا صبح و شام اللہ کی نافرمانی میں گزرے ہر قسم کا نیک کام مثلاً سچائی، دیانتداری، امانتداری، شرم و حیا، عدل و انصاف، رحم و کرم، تواضع، احسان، عفو و درگزر، تیمارداری، یتیم کے ساتھ بہتر سلوک، خالق کی عبادت، خلق خدا

کی خدمت سے ہمارا نامۂ اعمال خالی ہو خوف خدا نام کی چیز کا تصور بھی ہمارے کسی عمل میں شامل نہ ہو اور کبھی بادل ناخواستہ کار خیر کیا بھی ہو تو وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے نہیں بلکہ مخلوق خدا کی رضامندی و دکھلاوے کے لئے۔ تو ہم بھلا کیسے یہ امید کر سکتے ہیں کہ جان کنی کے المناک لمحہ اور عالم قبر کے اندوہناک موقع پر کوئی عمل ہمارے لئے کارگر ثابت ہو کر ہمیں شیطان کے فریب اور اللہ کے عذاب سے بچا سکے گا۔ زندگی میں ہم ہر موہوم مصیبت و پریشانی کے آنے سے پہلے پہلے ہی اس کے مقابلے اور بچاؤ کے اسباب تلاش کرتے ہیں اللہ کے یقینی عذاب و سزا سے بچاؤ کے اسباب جو کہ اعمال صالحہ ہیں ان سے ہم بالکل غافل و بے فکر ہیں۔

حالانکہ اگر ان اسباب کو ہم حاصل کرتے تو صرف وقتِ نزع، عالم برزخ و روزِ محشر کے ظلمات میں نور کا کام نہ دیتے بلکہ دنیا میں بھی ہمیں ان کی بدولت ہماری پستی و ذلت و خواری کی جگہ باعزت مقام معاشرہ میں حاصل ہوتا۔ اکثر و بیشتر جمعہ کے مواعظ میں آپ کو عرض کرتا رہتا ہوں عرب کے مشرکانہ عقائد رکھنے والے انسان نما وحشی نہ صرف کفر کے مرتکب تھے بلکہ ہر قسم کے اخلاقیات، حسن معاشرت سے بھی مکمل طور پر عاری تھے رزق کی تلاش میں دربدر ٹھوکریں کھانا، راستے پر گزرنے والے ہر مسافر کو لوٹنا، معمولی معمولی جھگڑوں پر کئی کئی سال ایک دوسرے کا خون بہانا جیسے جرائم ان کا معمول بن گیا تھا۔ روحانی و قلبی اطمینان وسکون کا تو سوال ہی نہ تھا جسمانی و مادی لحاظ سے بھی تاریکیوں میں گم ہو چکے تھے۔ محسن انسانیت صلعم کے ورود اور دعوت پر لبیک کہنے سے باطنی و ظاہری حالت ہی ہر لحاظ سے پسماندہ قوم کی بدل گئی۔ بدی کے خوگر لوگوں کی عادت و طبیعت نیکی کی طرف مائل ہوگئی۔ رزق کی تلاش میں دردر کی خاک چھاننے والے قیصر و کسریٰ کے خزائن کا مالک بن کر جابر و کافر بادشاہوں کے جواہر سے بھرے ہوئے لباس ان کے بچوں کے کھلونے بن گئے۔ سروں پر عظمت و دبدبہ کا نشان بننے والے لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کے تاج صالح و دیندار صحابہ کے لئے حقیر ترین شی کی حیثیت اختیار کر گئے۔ انہوں نے اپنے نفوس کو اللہ کے لئے وقف کر کے لمحہ لمحہ اللہ کو راضی کرنے والے اعمال میں صرف کرنے شروع کر دیئے تو منعم حقیقی نے بقول ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب ان کے ارزاق کا بندوبست اپنے خزانہ غیب سے فرمایا۔

حضورؐ کی تعلیمات پر کاربند ہر صحابی اعمال صالحہ کے مینار بن کر دنیا کے اطراف واکناف میں رشد و ہدایت کے مبلغ کی حیثیت سے پھیل گئے۔

<u>نیک سیرت افراد:</u>

تو پاک و صاف کردار اور نیک اعمال کی وجہ سے نہ صرف ان کی اپنی حالت ذلت و پستی سے عزت و عروج میں بدلی بلکہ جو ذرہ بھی ان سے متاثر ہوا وہ بھی اپنی جگہ دنیوی قدر و منزلت کا نشان ٹھہرا۔ مظلوم و مغلوب قوم اسلامی افکار و اعمال اپنانے کے بعد اپنے وقت کی سپر قوموں اور بادشاہوں قیصر و کسریٰ کے لئے ہیبت اور دہشت بن کر سینہ سپر

ہوئے اس دور کے ظالم و قاہر اور ظاہری مادی وسائل سے لیس حاکم مسلمانوں کا نام سن کر اپنے آرامگاہوں اور محلات میں کانپنے لگ جاتے۔

یہ اتنا بڑا انقلاب صرف اس وجہ سے آیا کہ پیغمبر و قرآن کے مخاطب نیک سیرت افراد نے کفر سے توبہ کر کے اعمال صالحہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ جسکی بدولت مادی وسائل و خزانے بھی انکے قدموں میں بے قیمت و حقیر اشیاء کی حیثیت سے خود بخود آپہنچے اور غالب و فاتح قوم کی حیثیت سے دنیا کے اکثر خطوں پر حکمرانی کرنے لگ گئے اور ساتھ ہی محبوب خدا صلعم کا ہر سپاہی و صحابی شرعی احکام میں بھی امت محمدیؐ کیلئے رہتی دنیا تک بااعتماد و مسلّم قابل اتباع راہنما مانا گیا

توبہ ایک پسندیدہ عمل:

گناہوں سے توبہ کے بعد جب دل مکمل طور پر اللہ کا فرمانبردار بن جائے سارے کمالات اختیارات و امور کا سرچشمہ اللہ کو مان کر اس کے احکام یعنی مامورات پر عمل پیرا اور منہیات سے اجتناب کیا جائے تو پھر ارشاد ہے کہ فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات ابن کثیر نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ انہوں نے جتنے گناہ زمانہ کفر میں کئے تھے ایمان لانے کے بعد ان سب گناہوں کے بجائے نیکیاں لکھ دی جائیں گی اس کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ یہ لوگ ایمان لانے کے بعد جب بھی اپنے سابقہ دور اور اس کے دوران کئے گئے معاصی کا تصور کریں گے تو اس پر شرمسار ہو کر بار بار توبہ کریں گے اور توبہ کا عمل بھی بذات خود نیک اعمال میں ایک بہترین اور اللہ کو پسندیدہ علم ہے اسی عمل کی بدولت بقول نبی صلعم ان الحسنات یذھبن السیئات اور الاسلام یھدم ما کان قبلہ نہ صرف سابقہ گناہ مٹ جائیں گے بلکہ اس پر گناہ کے بدلہ نیکی لکھ دی جائے گی اور اللہ کی شان کریمی سے یہ کچھ بعید بھی نہیں۔

دوسری توجیہہ آیت کی یہ بھی علماء نے بیان کی ہے کہ حالت کفر میں رجسٹر اور عمل نامے گناہوں کی سیاہی سے بھرے پڑے تھے۔ جب ایمان لانے سے گناہوں کی وہ سیاہی عمل ناموں سے مٹا دی گئی کیونکہ وہ کفریہ عقائد اور اعمال بد تو معاف کر دیئے گئے۔ اب انکے وہی نامہ ھائے اعمال جو پہلے گناہوں سے آلودہ تھے انکی جگہ نیکیاں لے لیں گی۔

خلاصہ وعظ یہ کہ بے عملی کی وجہ سے دنیا بھی خراب اور مرنے کے بعد قبر اور میدان حشر میں جو انجام ہے وہ بھی لرزہ خیز۔ اس لئے وقت غرغرہ یعنی مرنے سے پہلے ہی گناہوں سے توبہ تائب ہو کر اعمال صالحہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے وقت نزع تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے سید الکونین صلعم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتے ہیں جو کامل یقین رکھنے والا اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذات اقدس پر یقین کامل کی توفیق نصیب فرما کر ہمارے گناہ معاف فرمائے اور نیکیوں اور مامورات پر چلنے اور منہیات سے بچنے کی ہمت و طاقت رفیق فرمادیں۔